مباحثہ ومکالمہ

مولانا محمد وارث مظہری

حدیث غزوۃ الہند اور مسئلہ کشمیر پر اس کا انطباق

[ہمارے ہاں جہادی تصورات وعزائم کے اظہار میں بالخصوص مسئلہ کشمیر کے حوالے سے بھارت میں مقیم مسلمانوں کے زاویہ نظر کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ذیل کا مضمون اسی تناظر میں شائع کیا جا رہا ہے۔ مصنف، دار العلوم دیوبند کے قدیم فضلا کی تنظیم کے جنرل سیکرٹری اور ماہنامہ ''ترجمان دار العلوم'' کے مدیر ہیں۔ (مدیر)]

کشمیر کے تنازع کی بنیاد پر ایک عرصے سے پاکستان کی جہادی تنظیموں نے ہندوستان کے خلاف جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ اقدامی اور جارحانہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ شخصی اور خفیہ (proxy) نوعیت کی جنگ ہے جس کی اسلام میں کسی بھی صورت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ اسلام کے تمام تر مسلمہ اصولوں کے خلاف ہے۔ پاکستان کے معتبر دینی وعلمی حلقے اسے محض ایک قومی وسیاسی لڑائی تصور کرتے ہیں۔ اسے اسلامی جہاد کی شکل میں نہیں دیکھتے۔ لیکن پاکستان کی مختلف جہادی تحریکیں، جنھیں ملک کے علما اور اسکالرز کے ایک گروپ کی بڑے پیمانے پر عوامی تائید حاصل ہے، دونوں ملکوں کے اس تنازع کو جہاد کی شکل میں دیکھتی ہیں، بلکہ اسے اپنے جہادی مہم کا پہلا پڑاؤ تصور کرتی ہیں۔ دوسرا پڑاؤ پورے ہندوستان کو دار الاسلام (پاکستان) میں شامل کرنا اور اس کے بعد کے مراحل میں دنیا کے دوسرے خطوں پر اسلامی 'بالا دستی' (hegemony) قائم کرنا ہے۔ ہم نے بالا دستی کا لفظ جان بوجھ کر استعمال کیا ہے۔ دراصل پاکستان اور عرب ممالک کی ریڈیکل مسلم تحریکوں کا ذہن پوری طرح ماضی کی استعماری اور حال کی امپریل طاقتوں کی سفاکانہ جولانیوں سے متاثر ہے۔ وہ ان کی سیاسی بالا دستی کو کاؤنٹر کرنے کے لیے اسلامی سیاسی بالا دستی کا تصور رکھتی ہیں جو اسلام میں سراسر اجنبی ہے۔ قرآن (الصف: ۹) اور حدیث (الاسلام یعلو و لا یعلی علیہ) میں غلبۂ اسلام سے مراد اسلام کا نظریاتی اور روحانی غلبہ ہی ہو سکتا ہے اور بلا شبہ دوسرے مذاہب ونظریات کے مقابلے میں اسلام کو یہ غلبہ پہلے بھی حاصل تھا اور اب بھی حاصل ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغمبرانہ مشن بنیادی طور پر یہی تھا جس میں آپ پوری طرح کامیاب رہے، ورنہ دوسری صورت میں کوئی یہ کہہ سکتا ہے، جیسا کہ ایک عرب مصنف سلیمان البدر نے دعویٰ کیا تھا کہ (نعوذ باللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم دینی سطح پر کامیاب لیکن تاریخی سطح پر ناکام رہے۔ (عربی روزنامہ الانباء کویت، ۹/دسمبر ۱۹۹۶ بحوالہ: عربی ماہنامہ البیان لندن، اپریل/مئی ۱۹۹۷) خود اسلام پر اسلام کے ماننے والوں

کی طرف سے کیے جانے والے ظلم وستم میں سے ایک بڑا ظلم یہ ہے کہ آج غیر مسلموں کے ساتھ پیش آنے والی ہر چھوٹی بڑی قومیت، علاقائیت یا دوسری بنیادوں پر واقع ہونے والی لڑائی یا تنازع کو عوام کا دل جیتنے اور دنیا کمانے کے لیے جہاد سے موسوم کر دیا جاتا ہے۔ اس سے دنیا بھر میں اسلام کی جو رسوائی ہو رہی ہے، اس کی مثال ماضی میں کم ملتی ہے۔

ہندو پاک کے مابین کشمیر کا تنازعہ پچھلے ساٹھ سالوں سے جاری ہے جس کو حل کرنے کی مختلف سطحوں پر کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ اس تعلق سے پاکستان کے حصے میں آنے والی ناکامیوں اور مایوسیوں کی بنا پر وہاں کی جہادی تحریکوں کے علاوہ علما اور اہل دانش کی ایک بہت بڑی تعداد نے بھی اسے اسلامی جہاد وقتال سے تعبیر کرنا شروع کر دیا۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ اسے بعض معروف علما کی طرف سے فرض عین قرار دینے کی کوشش بھی کی جاتی رہی ہے۔ اب جہاد کو ہی غایت اور وسیلہ سمجھنے کی بالقصد غلطی میں مبتلا ایک بڑا جہادی حلقہ کشمیر سے متعلق اپنے نام نہاد جہاد کو عین اس حدیث رسول کا مصداق تصور کرنے لگا ہے جس میں ہندوستان پر غزوے کی بات کہی گئی ہے۔ صحاح ستہ میں سے صرف نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ:

> ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے غزوۂ ہند کا وعدہ فرمایا۔ اگر مجھے اس میں شرکت کا موقع مل گیا تو میں اپنی جان و مال اس میں خرچ کر دوں گا۔ اگر قتل ہو گیا تو میں افضل ترین شہدا میں شمار ہوں گا اور اگر واپس لوٹ آیا تو ایک آزاد ابو ہریرہ ہوں گا۔'' (۲۶/۱۱)

اس قبیل کی ایک دوسری روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

> ''میری امت میں دو گروہ ایسے ہوں گے جنھیں اللہ تعالیٰ نے آگ سے محفوظ کر دیا ہے۔ ایک گروہ ہندوستان پر چڑھائی کرے گا اور دوسرا گروہ وہ ہے جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہوگا''۔

الفاظ کی کمی زیادتی کے ساتھ نسائی کے علاوہ یہ حدیث مسند احمد بن حنبل، بیہقی اور طبرانی وغیرہ میں بھی نقل کی گئی ہے۔

کشمیر کے مسئلے پر اس حدیث کے انطباق سے مختلف ملکوں میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان جاری کش مکش کے مقابلے میں اس کی حیثیت بالکل منفرد اور ممتاز ہو جاتی ہے۔ اس صورت میں اس بات کا امکان شدید طور پر بڑھ جاتا ہے کہ ہندوستان پر غزوے (چڑھائی) کی ''فضیلت'' کے مدنظر شہادت کے لیے دنیا کے مختلف خطوں سے تعلق رکھنے والے بے تاب افراد اور جماعتیں کشمیر کو اپنی امیدوں کا مرکز تصور کر لیں۔ فی الواقع بھی ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔ انٹرنیٹ پر غزوۃ الہند کے تعلق سے مختلف سائٹس (مثلاً: www.ghazwatulhind.com) اس نقطہ نظر کی تبلیغ میں مشغول ہیں۔ ایک سائٹ پر غزوۃ الہند پر ریکارڈ شدہ کسی عرب کی انگریزی تقریر صاف طور پر سنی جا سکتی ہے۔ پاکستان میں اس موضوع پر مقالات شائع ہوتے رہے ہیں۔ ہمارے سامنے پاکستان کے مؤقر اردو مجلّے ''محدث'' لاہور کا اگست ۲۰۰۳ کا شمارہ ہے۔ اس میں غزوۂ ہند پر بیس صفحات کا ایک مضمون شامل ہے۔ مقالہ نگار ڈاکٹر عصمت اللہ انٹرنیشنل اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد کے ادارۂ تحقیقات اسلامی کے اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔ اس میں کشمیر کے نام نہاد

جہاد کو اس حدیث پر منطبق کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ اسی حدیث کے تحت پاکستان کے نام نہاد جہادیوں کی ایک تعداد پورے ہندوستان کے ساتھ جہاد وقتال کی بات کرتی ہے اور غالب گمان یہی ہے کہ اس میں ملوث بھی ہے، لیکن ''محدث'' نے مذکورہ مقالے میں واضح طور پر اس نقطہ نظر سے اختلاف کیا ہے اور جا بجا فٹ نوٹس میں اس پر عالمانہ تنقید کی ہے۔ پاکستان کے مؤقر دینی وعلمی پرچوں میں یہ بحث نظر نہیں آتی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں کی غالب راے اس کے خلاف ہے۔ لیکن اس تعلق سے قابل غور نکتہ یہ ہے کہ موجودہ جہادی سرشت کی ترکیب میں علم ودلائل کو کم اور اندھی جذباتیت اور موجودہ سیاسی صورت حال سے متاثر ردعمل کی نفسیات کو دخل زیادہ ہے۔ پاکستان سمیت عرب و غرب کی ساری جہادی تحریکات اسی ضمن میں آتی ہیں۔ اس لیے بجا طور پر یہ حدیث ان کے ہاتھوں کا کھلونا بنی ہوئی ہے اور مزید بن سکتی ہے۔ معصوم ذہنوں کو اس سے پھانسنے کا کام لیا جا رہا ہے۔ ممکن ہے کہ ممبئی حملے کے نوجوان جہادیوں کے ذہن کو اس حدیث کے ذریعے mould کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ قابل تشویش بات یہ ہے کہ اس حدیث کے تحت اگر بالفرض کشمیر انڈیا سے علاحدہ ہو جائے، تب بھی اس کے ساتھ تا قیامت جہاد کا تصور قائم رہتا ہے۔ یہ نہایت افسوس ناک پہلو ہے۔ اس جہاد کی زد ہندوستانی مسلمانوں پر جس طرح پڑ رہی ہے اور پڑ سکتی ہے، وہ بالکل ظاہر ہے۔ اس اعتبار سے یہ ہندوستان اور پاکستان دونوں ملکوں کے سنجیدہ فکر علما واہل دانش کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

بدقسمتی سے جہاد سے متعلق نظریہ ان اسلامی نظریات میں سے ایک ہے جو تحریف اور افراط وتفریط کا سب سے زیادہ شکار ہوئے ہیں۔ اس کی ابتدا اسلام کی پہلی صدی سے ہی ہو گئی تھی جب مسلمانوں کی باہمی جنگ وجدال کو ایک گروہ نے جہاد کے ہی نکتۂ نظر سے دیکھنے کی کوشش کی۔ بخاری کی کئی روایتوں میں حضرت عبد اللہ بن عمر کی اس پر تنقید موجود ہے۔ جہاد وقتال کی اس غلط تعبیر وتشریح کی مستقل روایت کا نتیجہ ہے کہ دوسروں کے ذریعے کیے جانے والے ہر غیر انسانی اور غیر اخلاقی اعمال کو اپنے لیے حلال اور دینی کارنامہ سمجھ لیا گیا جس کی ایک بدترین مثال خودکش حملہ ہے۔ اس کے علاوہ غیر حکومتی (پرائیویٹ) سطح پر جہاد کا تصور بھی اس کی نمایاں مثال ہے۔ جہاں تک میرے علم میں ہے، ''سیمی'' نے بھی اس حدیث کی اپنے حلقوں میں تقسیم واشاعت کی تھی۔ ''سیمی'' کے علاوہ کسی قابل ذکر ہندوستانی عالم نے اس کی ''پاکستانی تشریح'' نہیں کی۔

اس حدیث سے متعلق غور وفکر کے چند اہم پہلو درج ذیل ہیں:

☆ پہلی بات تو یہ کہ یہ حدیث صحاح ستہ میں سے صرف نسائی میں مذکور ہوئی ہے، حالاں کہ اس حدیث میں غزوۃ الہند کی جو فضیلت بیان کی گئی ہے، اس کا تقاضا تھا کہ یہ صحابۂ کرام خصوصاً اکابر صحابہؓ کے درمیان زیادہ سے زیادہ مشہور ہو اور فتح قسطنطنیہ (ترکی) کی پیش گوئی کی طرح بلکہ اس سے زیادہ اس کو اہمیت حاصل ہو۔ فتح قسطنطنیہ سے متعلق حدیث صحیحین میں واضح الفاظ کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔

☆ اگر یہ حدیث صحیح ہے اور غالب گمان یہ ہے کہ یہ صحیح ہو تو حقیقت میں اس کی پیش گوئی اسلام کے ابتدائی دور میں ہی پوری ہو چکی ہے۔ علما کی اکثریت اس پر متفق ہے اور یہی بات عقل وقیاس کے عین مطابق ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت ۱۵ھ میں حضرت حکمؓ اور حضرت مغیرہ بن العاصؓ کے ذریعے تھانہ، بھروچ وغیرہ اور اس کے بعد حضرت عثمانؓ وحضرت

علیؓ کے زمانۂ خلافت میں سندھ و گجرات کے مختلف شہروں کے راستے سے صحابۂ کرامؓ نے ہندوستان میں قدم رکھا اور دعوتی و سیاسی سطح پر اسلام کے تعارف واشاعت کی کوششیں کیں۔

☆ بعض علما اور شارحین حدیث کی رائے میں اس سے ۹۳ھ میں محمد بن قاسم ثقفی کے ذریعے سندھ پر کیا جانے والا حملہ مراد ہے جو بڑے پیمانے پر ہندوستان میں اسلام کی اشاعت اور استحکام کا ذریعہ بنا۔ مسند احمد بن حنبل میں باضابطہ اس جملے کے ساتھ یہ حدیث روایت کی گئی ہے کہ: ''سندھ و ہند کی طرف لشکر کی روانگی ہوگی''۔ اس سے جہاں اس شبہے کو تقویت ملتی ہے کہ ہو نہ ہو، یہ حدیث دور اموی میں اسی خاص سیاسی مقصد کے لیے وضع کی گئی، وہیں اس کے صحیح ہونے کی صورت میں یہ واقعہ حدیث کا قریب ترین مصداق نظر آتا ہے۔ محدث کے مذکورہ مقالے میں ادارے کی طرف سے تنقیدی نوٹ میں اسی کو ترجیح دیا گیا ہے۔

☆ اس حدیث سے واضح طور پر کسی متعین واقعے (غزوے) کو ہی مراد لیا جا سکتا ہے نہ کہ واقعات (غزوات) کا تسلسل، جیسا کہ اوپر ذکر کردہ مضمون میں ثابت کرنے کی کوشش گئی ہے۔ بعض دیگر علما کو بھی یہ خیال گزرا ہے جو سراسر حدیث کے الفاظ اور مضمون کے خلاف ہے۔

☆ نہایت اہم سوال ہے کہ کیا برصغیر ہند پر مسلم حکمرانوں کی طرف سے متعدد اور مسلسل جنگی یا جہادی کارروائیوں، تقریباً ۶۰۰ سال تک برصغیر ہند پر مسلمانوں کی حکومت اور اس کی آدھی آبادی کے اہل اسلام پر مشتمل ہونے کے باوجود اس بات کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ اس کو جہاد وقتال کا ہدف قرار دیا جائے؟ برصغیر ہند میں اب باضابطہ دو مسلم ملک وجود میں آ چکے ہیں۔ موجودہ ہندوستان میں اسلام کی پرامن دعوت کے تمام تر ذرائع اور امکانات موجود ہیں۔ یہ پہلو اس کے علاوہ ہے کہ دونوں ملک باہم اشتراک وتعاون کے معاہدوں سے جڑے ہوئے ہیں اور علما کی متفقہ رائے کے مطابق آج پوری دنیا ایک عملی معاہدے کے تحت زندگی گزار رہی ہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری اور مولانا اشرف علی تھانوی جیسے اہم علما آج سے تقریباً پون صدی پیشتر اس کا اعلان کر چکے تھے۔ اس صورت حال میں کشمیر کی نام نہاد آزادی کے نام پر کی جانے والی 'پراکسی' جنگ فریق ثانی کے ساتھ دھوکے کی کارروائی اور اسلام کے تسلیم شدہ اصولوں کے ساتھ کھلی بغاوت کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

☆ محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، امیر تیمور، نادر شاہ وغیرہ مسلم حکمرانوں کے لیے یہ بہت آسان تھا کہ وہ اس حدیث کو ہندوستان پر اپنی لشکر کشی کے جواز کے طور پر پیش کریں۔ ان کے درباری علما انھیں یہ نکتہ سجھا سکتے تھے، لیکن ہندوستانی تاریخ پر لکھی گئی کتابوں میں ان کے حالات میں یہ بات نہیں ملتی۔ شاہ ولی اللہؒ نے مراٹھوں کے زور کو توڑنے کے لیے احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر چڑھائی کی دعوت دی، لیکن انھوں نے اس حدیث کو دلیل نہیں بنایا۔

☆ پیغمبرانہ پیش گوئیوں کے تعلق سے یہ بات ذہن میں رکھنی ضروری ہے کہ ان کی زبان بالواسطہ اور علامتی ہوتی ہے۔ اس کے صحیح مفہوم ومصداق تک پہنچنا آسان نہیں ہوتا۔ اس کے لیے بہت کچھ تاویل وقیاس کی ضرورت پڑتی ہے، اس لیے ان کی توجیہ وتفہیم محض امکانی اور قیاسی حد تک ہی ممکن ہے۔

بہر حال یہ اندھی اور افسوس ناک جسارت ہے کہ غزوۃ الہند سے متعلق حدیث کو نام نہاد جہاد کشمیر اور ہند و پاک کی محاذ آرائی پر محمول کیا جائے۔ یہ صریح طور پر اللہ کے رسول کے ساتھ آپ کے نام نہاد متبعین کی طرف سے برتا جانے والا ظلم ہے۔ برصغیر ہند و پاک کی جہادی تحریکات اپنی نفسیات اور طرز عمل میں خوارج کی طرح ہیں جن سے متعلق پیغمبر اسلام نے واضح پیش گوئی کی تھی کہ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے کہ جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ وہ انھی کی طرح سے، جیسا کہ حضرت علیؓ نے ان سے متعلق کہا تھا، کلمۂ حق سے باطل مراد لیتے ہیں۔ (کَلِمَۃُ حَقٍّ اُرِیْدَ بِھَا الْبَاطِلُ)

اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اہل علم وفکر خصوصاً علما کا طبقہ اسلامی نصوص کے ساتھ اس کھلواڑ اور احیائے اسلام کے نام پر تخریب اسلام کی کوشش کا سخت نوٹس لے۔ جہاد اسلام میں فتنے کے خاتمے کے لیے مشروع کیا گیا، لیکن اس وقت فتنہ پھیلانے کے لیے جہاد کیا جا رہا ہے۔ عوام کو اس پہلو کی خطرناکیوں اور اس کے نتائج سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تعلق سے ہند و پاک کے علما کی ذمہ داری خاص طور پر بڑھی ہوئی ہے۔ مسلم حلقوں کی طرف سے دہشت گردی کے الزامات کے دفاع کے لیے جہاں آئے دن سیمینار اور کانفرنسیں منعقد ہو رہی ہیں، وہیں باضابطہ طور پر ایسے علمی پروگراموں کے بھی انعقاد کی ضرورت ہے جن کے توسط سے یہ محاسبہ کیا جا سکے کہ کس طرح اسلام کے نام پر اسلام کے نام نہاد سپاہی جہاد کے عنوان سے دہشت گردی کے فروغ میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ اسلامی جہاد کے روایتی تصورات پر نظر ثانی کی شدید ضرورت ہے۔ اقدامی جہاد اسی طرح تکثیری معاشرے میں جہاد کی اجازت دینا محض دعوتی امکانات کو تباہ کرنا اور امت مسلمہ کی تباہ حالیوں میں اضافہ کرنا ہے۔ اسلام کی سیاسی فکر میں پائے جانے والے خلا اور مختلف تضادات کو نظری سطح پر جب تک دور نہ کیا جائے، آج کے جمہوری اور مشترکہ معاشرے کے ساتھ اس کے تصادم کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے مسلمانوں کے اندر ایک شدید اجتماعی اخلاقی بحران کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اس کے آثار صاف نظر آ رہے ہیں۔ صرف الزامات کا لفظی سطح پر دفاع اور دہشت گردی کی سادہ اور عمومی انداز کی مذمت کافی نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت خود جہادی تحریکات کے خلاف 'جہاد' چھیڑنے کی ضرورت ہے اور یہ جہاد بلاشبہ علما اور اہل فکر ہی کر سکتے ہیں۔

ردیف وار....... قسط وار....... ماہ وار

شاہکار انسائیکلو پیڈیا قرآنیات (مع عالمی مذاہب)

زیر ادارت: سید قاسم محمود

فی قسط 100 روپے۔ سالانہ 1000 روپے

ناشر: شاہکار بک فاؤنڈیشن، 35۔ اقبال ایونیو، گرین ٹاؤن لاہور۔

فون: 0301-4498104 / 042-5945429